نبی ﷺ اور شہداء اللہ کے پاس جنت میں زندہ ہیں

قبروں میں نہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَ نَسۡتَعِیۡنُہٗ وَ نَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔

اما بعد، بہت سے لوگ قبروں پر جانے کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہم وہاں مانگنے کیلئے نہیں جاتے بلکہ ان بزرگوں سے اپنے حق میں دُعا کروانے جاتے ہیں اب اگر ان سے کہا جائے کہ اگر بزرگوں کی دُعاؤں کو وسیلہ بنانا ہی ہے تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اُن کی زندگی میں اُن سے دُعا کرواؤ، دُنیا سے چلے جانے کے بعد یہ بات صحیح نہیں ہے تو فوراً شہداٗ کی زندگی اور اُن کے رزق کا ذکر شروع ہو جاتا ہے کہ تُم ان بزرگوں کو مردہ کہتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں شہداٗ کو زندہ کہتا ہے اور ان کو مردہ کہنے سے منع کرتا ہے۔

سچّی بات یہ ہے کہ قرآن میں جو حیاتِ شہداٗ کی آیتیں آئی ہیں وہ اس لئے نہیں آئی ہیں کہ شہداٗ کو وسیلہ بنایا جائے یا اُن کو پکارہ جائے بلکہ وہ یہ بتانے آئے ہیں کہ مومن کا یہ فرض ہے کہ ایمان کا بول بالا کرنے کے لئے اپنا آخری قطرۂ خون تک نچھاور کردے۔ باطل کے ہاتھ مین ہاتھ دینے کی بجائے اپنا سر دینے پر تیار رہے اور اگر اس راہ میں اُس کا مالک اُس کی یہ قربانی قبول فرمالےتو وہ یقین رکھے کہ اس دُنیاوی زندگی سے گزرنے کے فوراً بعد... اور قیامت سے پہلے ہی وہ جنتوں کی نعمتوں سے مالا مال کردیا جائے گا یہی بات ہے سورۃ بقرہ میں اس طرح بیان کی گئی ہے:

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ'' ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ'' وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔

اوپر کی آیت سورۃ بقرہ کی ہے اس کے بعد کی آیتیں جو جنگ احد کے بعد سورۃ آل عمران میں نازل ہوئیں صاف بتاتی ہیں کہ یہ زندگی دُنیا میں قبروں کے اندر زندہ در گور قسم کی نہیں بلکہ جنت میں عیش وآرام کی زندگی ہے۔

شہداٗ اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں زندہ ہیں قبروں میں نہیں

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ'' عِنۡدَ رَبِّھِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ۔ (آل عمران، آیت ۱۶۹)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مُردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

اس طرح سے صاف بتلا دیا گیا کہ شہداٗ ''عِنۡدَ رَبِّھِمۡ'' اپنے رب کے پاس ہیں اور وہاں رزق پا رہے ہیں ان قبروں کے اندر زندہ نہیں۔ ان کی زندگی برزخی ہے دُنیاوی نہیں۔ اب یہ سارے واضح دلائل اپنے خلاف موجود پانے کے بعد دوسرا رُخ اختیار کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ زندہ ہیں اس لئے اِس دُنیا میں بھی آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اگر صحیح علم ہوتا تو شاید یہ بات نہ کہی جاتی کیونکہ حدیث میں صاف صاف آگیا ہے کہ جنت سے نہ تو شہداٗ کی رُوحیں ہی اس دُنیا میں واپس آسکتی ہیں اور نہ خود شہداٗ اپنے جسم کے ساتھ۔

شہداٗ نہ تو رُوحانی طور پر اور نہ جسمانی طور پر اس دُنیا میں واپس آسکتے ہیں۔

ابوداؤد کی روایت ہے:

عَنۡ اِبۡنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِاَصۡحَابِہٖ اِنَّہٗ لَمَّا اُصِیۡبَ اِخۡوَانُکُمۡ یَوۡمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرۡوَاحَھُمۡ فِیۡ جَوۡفِ طَیۡرٍ خُضۡرٍ تَرِدُ

'انہارَالجنّۃِ ،تا کُلُ مِنْ ثِمَارِھاوَتاوِی اِلیٰ قَنَادِیْلَ مِنْ ذَھبٍ مُعلّقۃٍ فِی ظِلِّ العَرْشِ فَلَمّا وَجدُ واطِیْبَ مَأ کِلِھِمْ وَمَشْرِبِھِمْ وَمَقِیْلِھِمْ قِالُومَنْ یُبْلغُ اِخْوانَنا عَنَّا اَنَّنا اَحیآءِ فِی الجَنّۃ لِئَلَّا یُذْھدُوافِی الجَنّۃ لَایَنکُلُوعِنْدَ الحَرْبِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَنَا اُبَلِغُھُمْ عَنکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوافِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحیَآءُ''عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْ زَقُوْنَ۔ (راوہ ابو داؤد، مشکوٰۃ، صفحہ ۳۳۵)

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہادت سے ہمکنار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوحوں کو اُڑنے والے سبز قالبوں میں ڈالدیا اور انہوں نے جنت کی نہروں پر آنا جانا شروع کر دیا۔ وہ جنت کے پھل کھانے لگے اور عرش کے نیچے لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں آرام کرنے لگے۔ جب اس طرح انہوں نے کھانے پینے اور آرام کرنے کی آسائشیں مہیا پائیں تو آپس میں کہا کہ کون (دُنیا میں) ہمارے بھائیوں تک ہمارے بارے یہ بات پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ برتیں اور جہاد کے وقت کم ہمتی نہ دکھائیں پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے بارے میں یہ بات پہنچادوں گا۔ پھر مالک نے (سورۃ آل عمران کی) یہ آیتیں نازل کیں کہ ''جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مُردہ نہ سمجھو وہ حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پارہے ہیں''۔

یہ بات کہ جنتوں میں زندگی کس جسم کے ساتھ ہے تو اسکی تفصیل امام مسلم نے یوں بیان کی ہے۔

وحد ثنا یحییٰ بن یحییٰ وابوبکر بن ابی شیبہ کلا ھما عن ابی معاویۃ ح قال وحد ثنا اسحاق بن ابراھیم قال انا جریرو عیسی بن یونس جمیعا عن الاعمش ح قال وحد ثنامحمد بن اللہ بن نمیرو اللفظ لہ قال نااَسباط وابو معٰویۃ قالا نا الا عمش عن عبداللہ بن مرّہ عن مسروق قال سالنا عبداللہ عن ھذہ الأ یۃ ولا تحسبن الذّین قتلوافی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیآء عندربھم یرزقون قال اماانا قدسالنا عن ذلک فقال اروا حھم فی جوف طیر خضرلھا قنادیل معلّقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شاء ت ثم تاویٰ الی تلک القنادیل فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ فقال ھل تَشتھون شیأ قالو ای شئی نشتھے ونحن نسرح من الجنّۃ حیث شئنا ففعل ذلک بھم ثلاث مرات فلما راؤ اانھم لن یُترکوامن ان یُسأ لواقالوایارب نریدان تَرُدَّا اروا حنافی اجساد ناحتی نقتل فی سبیلک مرۃً اخری فلما رأی ان لیس لھم حاجۃ تُرکوا۔ (مسلم ،جلد ۲، صفحہ ۱۳۵)

ترجمہ: مسروقؒ نے کہا کہ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے قرآن کی اس آیت ولا تحسبنَّ الّذین قُتِلوافی سبیل اللّٰہ امواتا بَلْ احیآء'' عندرَبِّھِمْ یُرزَقُوْنَ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے اس آیت کے بارے میں رسول اللہؐ سے دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ شہدأ کی رُوحیں سبز اُڑنے والے قالبوں میں ہیں اور اُن کے لئے قندیلیں عرشِ الٰہی سے لٹکی ہوئی ہیں۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں گھومتے پھرتے ہیں اور پھر ان قندیلوں میں آکر بسیرا کرتے ہیں۔ ان کی طرف اُنکے رب نے جھانکا اور ارشاد فرمایا کہ کسی اور چیز کی تمہیں خواہش ہے شُہدا نے جواب دیا کہ اب ہم کس چیز کی خواہش کر سکتے ہیں، جب ہمارا یہ حال ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مزے کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح تین بار ان سے یہی دریافت کیا اور شہدأ نے دیکھا کہ جب تک وہ کسی خواہش کا اظہار نہ کریں گے اُن کا رب اُن سے برابر پوچھتا رہے گا تو انہوں نے کہا مالک ہماری تمنا یہ ہے کہ ہماری رُوحوں کو پھر ہمارے

جسموں میں واپس لوٹا دیا جائے اور ہم دوسری بار تیری راہ میں شہید کئے جائیں۔ اب مالک نے دیکھ لیا کہ اُنہیں کسی اور چیز کی خواہش نہیں تو پھر اُن سے پوچھنا چھوڑ دیا۔ (ترجمہ عبارت صفحہ ۱۳۵ـ۱۳۶، مسلم جلد ۲، مطبوعہ دھلی)

امام مسلم نے یہ حدیث لاکر بہت سی باتیں بیان کر دیں۔ شہید کو نیا اُڑنے والا جسم ملتا ہے جس میں اُس کی روح ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس جسم کے ساتھ جنت کے مزوں میں خوش وخرم رہتا ہے۔ شہید کا مالک اپنے عرش کے اوپر سے اس پر التفاتِ خسروانہ فرمانے کے بعد گفتگو بھی کرتا ہے اور اپنی خواہشات اور تمناؤں کے اظہار پر اصرار بھی، مگر جب وہ یہ آرزو کرتا ہے کہ اُس کی روح کو اُس کے دُنیاوی جسم میں واپس لوٹا دیا جائے تاکہ وہ ایک بار پھر اس کی راہ میں جہاد کر کے شہادت کی سعادت مندی حاصل کرے تو اس کا مالک اپنی سنت کو نہیں بدلتا اور اس کی اس خواہش کو پورا نہیں کرتا جس کے اظہار کا خود اُس نے اس سے بار بار تقاضہ کیا تھا۔

شہید جنت میں بھی زندہ ہے اور اپنے مالک کے پاس کھاتا پیتا بھی۔ معلوم ہوا کہ شہید اپنی دُنیاوی قبر میں دُنیاوی جسم کے ساتھ نہیں بلکہ نئے برزخی جسم کے ساتھ جنت الفردوس میں زندہ ہے۔ نبی ﷺ اپنی دُنیاوی مدینہ والی قبر میں زندہ نہیں بلکہ برزخ میں جنت الفردوس سے بھی بلند و بالا مقام پر زندہ ہیں۔

حدیث بخاری

امام بخاریؒ قبر میں حیات النبیؐ کے رَد کیلئے حسبِ ذیل حدیث لاکر ثابت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر زندہ ہیں۔ اس طویل حدیث کا آخری حصہ یہ ہے

ترجمہ: (نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ تم دونوں مجھے رات بھر گھماتے پھراتے رہے۔ اب بتاؤ کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ سب ہے کیا؟ دونوں نے کہا۔ بہتر۔ وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اُس کے گال پھاڑے جا رہے ہیں وہ کذاب تھا۔ جھوٹی بات بیان کرتا تھا اور اُس بات کو لوگ لے اُڑتے تھے یہاں تک کہ ہر طرف اس کا چرچا ہوتا تھا۔ تو اُس کے ساتھ جو آپ نے ہوتے دیکھا ہے وہ قیامت تک ہوتا رہے گا اور جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ راتوں کو قرآن سے غافل سوتا رہا اور دن کو اُس کے مطابق عمل نہ کیا۔ یہ عمل قیامت تک اُس ساتھ ہوتا رہے گا اور جن کو آپ نے سوراخ میں دیکھا تھا وہ زناکار تھے اور جس کو آپ نے دریا میں دیکھا وہ سود خور تھا اور وہ شیخ جو درخت کی جڑ کے پاس تھے وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور بچے جو اُن کے اردگرد تھے وہ انسانوں کی اولاد تھے اور جو آگ بھڑکا رہے تھے وہ مالک داروغۂ جہنم تھے اور وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے تھے وہ عام مومنین کا گھر تھا۔ اور یہ گھر شہداء کے گھر ہیں۔ اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں۔ ذرا اپنا سر اُوپر تو اُٹھایئے۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے اپنے سر کے اوپر ایک بادل سا دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے (نبی ﷺ نے) کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ اُن دونوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے۔ جس کو آپ نے پورا نہیں کیا ہے اگر آپ اُس کو پورا کر لیں تو اپنے اس گھر میں آ جائیں گے۔ (صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۸۵، مطبوعہ دھلی)

اس طرح امام بخاریؒ نے ثابت کر دکھایا کہ وفات کے بعد نبی ﷺ عائشہؓ کے حجرہ والی قبر میں نہیں بلکہ جنت کے سب سے اچھے گھر میں زندہ ہیں۔ بخاریؒ کی اس حدیث سے بہت سی باتیں سامنے آگئیں۔ نبی ﷺ وفات کے بعد مدینہ منورہ کی قبر میں نہیں بلکہ شہداء کی جنت الفردوس سے بھی اچھی جگہ (الوسیلہ) کے اس مقام پر زندہ ہیں جو جنت الفردوس سے اوپر اور عرش الٰہی سے نیچے سب سے بلند و بالا مقام ہے۔ اور اسی بات کی مزید تاکید کے لیے کہ نبی ﷺ کو جنت میں زندہ ہونے کے بجائے جو لوگ مدینہ کی قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ بخاری ایک اور حدیث متعدد مقامات پر اپنی کتاب صحیح

بخاری میں لائے ہیں۔

بَابُ دُعَا النبی ﷺ اللّٰھم الرَّفِیق الاَ علےٰ حد ثنا سعید بن عُفَیر قال حد ثنی اللَّیث قال حد ثنی عُقیل عن ابن شھاب قال اخبر نی سعید بن المسیّب و عُروۃ بن الزُّ بَیر فی رِجالٍ من اھل العلم ان عائشۃ قالت کان رسول اللّٰہ ﷺ یقول وھوا صَحِیح'' لم یُقبَضْ نبیّ'' قُطُّ حتی یُریٰ مقعدہ من الجنَّۃ ثم یُخیرَّ فلما نُزِل بہ وراسُہ علیٰ فَخذی غُشِیَ علیہ ساعۃً ثم اَفَاق فاَ شخصَ بَصرہ الی السَّقف ثم قال اللّٰھم الرَّفیقُ الا علیٰ قلتُ اذا لا یختارُنا َ و عَلِمتُ اَنَّہ' الحدیثُ الَّذی کان یُحدّثُنا وھو صحیح قَالت فکانت تلک اٰخِرَ کَلِمۃٍ تَکلَّم بھا اللّٰھم الرفیق الاعلےٰ بابُ الدّعاءِ بالموت و الحیوۃ حد ثنا۔ (بخاری، جلد۲، صفحہ ۹۳۹مطبوعہ دھلی)

ترجمہ: باب۔ نبی ﷺ کی دعا **اللّٰھمّ الرفیق الاعلیٰ** .....سعید بن میسّبؓ اور عروۃ بن الزبیرؓ اور بہت سے اہل علم بیان کرتے ہیں کہ عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تندرستی کے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کو کبھی بھی وفات نہیں دی جاتی جب تک اسے جنت میں اُس کا مقام دکھا نہیں دیا جاتا۔

مقام دِکھا دیئے جانے کے بعد اس کو انتخاب کا موقع دیا جاتا ہے (کہ چاہے دینا میں رہے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ترجیح دے) پس جب آپؐ کا آخری وقت آیا اور اس حال میں کہ آپؐ کا سر میرے زانو پر اتھا، آپؐ کو تھوڑی دیر کے لیے غش آ گیا۔ پھر آپؐ ہوش میں آئے اور نگاہیں اُوپر چھت کی طرف گاڑدیں اور کہا '' **اللّٰھمّ الرفیق الا علیٰ** '' (اے مالک الرفیق الاعلیٰ) پس میں نے کہا، یہ کہنے کے بعد آپؐ ہم دنیا والوں (کی رفاقت) کو اختیار نہ کریں گے۔ میں نے جان لیا کہ جو بات آپؐ فرمایا کرتے تھے اُس کو صحیح ثابت ہونے کا وقت آ گیا۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کلمہ جس کے بعد آپؐ نے کوئی بات نہ کی یہی کلمہ **اللّٰھمّ الرفیق الا علیٰ** تھا۔ (ترجمہ عبارت: بخاری، جلد۲، صفحہ ۹۳۹ مطبوعہ دھلی)

بخاری نے اس طرح واضح کر دیا کہ جو لوگ نبی ﷺ کو اپنی مدینہ والی قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ گویا یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رفاقت کے بجائے دُنیا والوں کی رفاقت کو ترجیح دی تا کہ دنیا والوں کا قبر کے پاس پڑھا ہوا درود و سلام سُنیں اور اُس کا جواب دیں۔ یہ عقیدہ صرف یہی نہیں کہ باطل ہے بلکہ ان لوگوں نے اپنی غلط بات ثابت کرنے کے لئے نبی ﷺ کو زندہ در گور تک کر دکھایا ہے۔

اسی طرح قبر پرستی کی بنیاد فراہم کرنے اور نبی ﷺ کو مدینہ منورہ کی قبر میں زندہ ثابت کرنے کے لئے قبرِ نبویؐ کی زیارت کی فضیلت کی منکر اور موضوع روایتوں کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان روایتوں کا حال بھی سُن لیجیے۔

قبرنبویؐ کی زیارت کی فضیلت کی بناوٹی روایتیں

مَنْ زَارَ قَبرِیْ حَلَّتْ لَہ' شَفَاعتِیْ۔ (راوہُ البزار فی مُسندہ)

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کیلئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

سندیوں لائے ہیں۔

حد ثنا قتیبہ حد ثنا عبداللّٰہ بن ابراھیم حد ثنا عبدالرحمٰن بن زید عن ابیہ عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال مَنْ زَارَ قَبرِیْ حَلَّتْ لَہ' شَفَاعَتِیْ۔

یہ روایت ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف اور منکر ہی نہیں بلکہ موضوع کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے اس کے اندر عبداللہ بن ابراہیم ہے جو ابو عمرو الغفاری کا بیٹا ہے اور یہ ایسا راوی ہے جو منکر روایتیں بیان کرتا تھا اور بعض ائمہ حدیث نے اس کو کاذب (جھوٹا) اور وضاع الحدیث (جھوٹی روایتیں بنانے والا) کہا

ہے۔امام ابوداؤد کا قول کہ یہ شیخ (راوی) منکر الحدیث ہے امام الدار قطنی کہتے ہیں کہ اس کی راویتیں منکر ہوتی ہیں اور امام الحاکم کہتے ہیں کہ عبداللہ ثقات (سچے) راویوں کے نام سے گھڑی ہوئی روایتیں بیان کرتا ہے اور اس کے دوسرے ہم سبق ان جھوٹی روایتوں کو بیان نہیں کرتے خود امام البزار اس روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن ابراہیم کی اس روایت اور دوسری روایتوں کو کوئی دوسرا بیان نہیں کرتا۔(میزان لاعتدال، جلد۲، صفحہ ۲۰۔۲۱)

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ احادیث کرنے جمع کرنے والے امام کبھی کبھی صحیح حسن ضعیف موضوع ساری قسم کی روایتوں کو امت کی معلومات کے لیے لکھ دیتے ہیں اور اس کے بعد جو ان روایتوں کی حیثیت ہوتی ہے اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں ظلم تو وہ کرتے ہیں جو روایت تو لکھ دیتے ہیں مگر جو تبصرہ محدث نے کیا تھا اس کو چھوڑ جاتے ہیں اس طرح سے امت کی گمراہی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے زیارت قبر نبویؐ کے سلسلہ کی ساری روایتوں کا یہی حال ہے مثلاً یہ روایت کہ قبر کے پاس پڑھے جانے والے درود و سلام کو نبیؐ خود سنتے ہیں اور دور سے پڑھے جانے والے کو فرشتے آپؐ کی قبر میں آپؐ تک پہنچا دیتے ہیں یوں ہے:

قال احمد بن ابراهيم بن ملحان حد ثنا العلاء بن عمرو حد ثنا محمد بن مروان عن الا عمش عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائياً من قبری ابلغته۔ (رواہ عقیلی وقال لا اصل لہ)

ترجمہ! رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو میری قبر کے قریب درود پڑھے تو میں سنتا ہوں اور جو قبر سے دور مجھ پر درود پڑھے وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے امام عقیلی نے اس کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ بے اصل ہے اس روایت میں محمد بن مروان کا تفرد ہے اور محمد بن مروان متروک الحدیث ہے جریر کا کہنا ہے کہ محمد بن مروان کذاب ہے عقیلی کا قول ہے کہ ابن نمیر کہتے تھے کہ محمد بن مروان الکلبی کذاب ہے امام نسائی اس کو متروک الحدیث کہتے ہیں اور صالح کہتے ہیں کہ وہ روایات گھڑا کرتا ہے، ابن حبان کہتے ہیں وہ ان لوگوں میں سے ہے جو موضوع روایات بیان کرتے ہیں۔ اسی مضمون کی ایک دوسری روایت ابو ہریرہؓ کے بجائے عبداللہ بن عمرؓ سے ہے اور اس میں وہب ابن وہب ابوالبختری القاضی ہے اور سارے اہل علم اس کو ''کذاب'' اور ''وضاع'' کہتے ہیں۔ (میزان الاعتدال، جلد۳، صفحہ ۱۱۳۲۔۲۷۸)

حیات النبی ﷺ کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے

نبی ﷺ کی وفات پر سب سے پہلے جو مسئلہ اللہ تعالی کے حکم سے اُٹھا وہ یہی مسئلہ تھا کہ اللہ کے رسولؐ کو موت آگئی یا نہیں آخر یہ مسئلہ کیسے نہ اٹھتا جبکہ موت کے بعد دنیاوی زندگی کا عقیدہ ہی تو شرک کی جڑ ہے شکر ہے کہ اسی وقت اس بات کا فیصلہ بھی ہو گیا اور صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی کہ نبی ﷺ وفات پا گئے اب دنیا میں زندہ نہیں ہیں اور یہ اولیاء اللہ کے سردار ابو بکر صدیقؓ کی اس بات کے بعد کہ جو محمد ﷺ کا پجاری تھا اس کو معلوم ہو کہ محمد ﷺ کو تو موت آگئی اور جو اللہ تعالی کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ جاوید ہے اسے موت نہیں عمرؓ کو غم تھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور میں کلالہ کے مسئلہ کے بارے میں پوری تفصیل دریافت نہ کر سکا۔

لوگو! اللہ تعالی کا فرمان نبی کا ارشاد اور صحابہ کرامؓ کا اجماع تمہارے سامنے ہے۔ مگر تم کہتے ہو کہ نہیں نبیؐ اپنی قبر میں زندہ ہی نہیں بلکہ دنیا میں آتے جاتے بھی رہتے ہیں افسوس کہ تم نے اللہ تعالی کے ساتھ دوسرے ''الحی'' تراش لئے اور ان کی بات نہ مانی صحابہ کرامؓ اپنے نبیؐ پر جان چھڑکتے تھے۔ اگر ان کو خیال تک ہوتا کہ ان کے نبیؐ زندہ جاوید ہیں تو وہ کبھی ان کا خلیفہ منتخب نہ کرتے نہ اپنے نبیؐ کی تجہیز و تکفین کرتے نہ ان کو قبر میں اتارتے نہ اجتہاد کی کوئی ضرورت پیش آتی اور نہ رجال کی چھان بین اور احادیث کی تحقیق میں محنت صرف کرنا پڑتی جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی قبر پر پہنچ کر دریافت کر لیتے ابو بکرؓ ارتداد

کے موقع پر وہاں سے راہنمائی حاصل کرتے، عمرؓ قحط کے وقت، عثمانؓ فتنہ اور عائشہؓ اور علیؓ جنگ جمل اور صفین کے موقع پر دراصل یہ ظلم یوں ہوا کہ ایک مدّت گزر جانے کے بعد فن دینداری کے ماہروں نے اپنا پیشہ چمکانے کے لئے ہندووں کی طرح دیوتاوں اور دیویوں کی فوج تیار کر کے ان کے گرد ایک عظیم الشان دیو مالا کا تانا بانا بن دیا پھر اسلامی کاشی اور متھرا وجود میں آئے اور مسلمان گنیشوں اور مرلیوں نے جنم لیا کھڑے پتھروں کی جگہ پڑے پتھروں نے قبروں کی شکل میں اپنے استھان بنائے اور درشن کا نام بدل کر ''زیارت'' رکھا گیا پرنام کی جگہ سلام نے لے لی۔ ڈنڈوت نے سجدہ تعظیمی کا جامہ پہنا۔ پھیروں کی بجائے طواف ہونے لگے پرشاد تبرک بن گیا۔ بھجن نے قوالی کا روپ دھار لیا اور یہ موجودہ ''دین'' وجود میں آیا پھر ہزاروں قیدی بنے لاکھوں کی عصمتیں برباد ہوئیں لاتعداد لاشے تڑپے۔ نونہالوں کا خون چوس چوس کر یہ دھرتی سیراب ہوئی مگر اس نئے دین کی بہاروں کا ایک پھول نہ کمھلایا۔

قبر میں مردہ کے زندہ ہو جانے کا عقیدہ ہی تو قبر پرستی کی جڑ ہے پہلے نبی کو قبر میں زندہ کیا گیا پھر دوسروں کو اور انجام یہ ہوا کہ ہر گلی کوچے میں اللہ کے گھر کی طرح نقلی کعبے بنا لئے گئے عرس کے نام سے اُن کا حج ہونے لگا اور خلقت اُن پر ٹوٹ پڑی حالانکہ نبی ﷺ نے خود اپنی قبر پر میلہ لگانے سے اُمت کو اپنی زندگی میں منع فرما دیا تھا۔

آئیے آگے بڑھیئے

اور اُمت کو موجودہ روش کی بدانجامی سے باخبر کیجئے کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمان خالص سے سرفراز فرما کر رنگ جہاں بدل ڈالے۔